مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

اخبار و آراء

جمع وترتیب: ابوزید

جنسی زیادتی کی شکار عورتیں خود ذمہ دار

جب کوئی عورت جنسی زیادتی کا شکار ہوتی ہے تو وہ عورت خود اس کے لئے ذمہ دار ہوتی ہے۔ یہ خیال عجیب ضرور لگتا ہے لیکن ایک سروے کے مطابق آدھی سے زیادہ برطانوی عورتوں کا یہی خیال ہے۔ اس سروے کے مطابق اگر جنسی زیادتی کی شکار عورت نے مندرجہ ذیل میں سے کسی عمل کو کیا ہے تو ایک عام عورت اس جنسی زیادتی کی شکار عورت کو بھی مجرم سمجھتی ہے۔

وہ چیزیں جن کی بنیاد پر عورت کو ذمہ دار سمجھا جاتا ہے یہ ہیں

- منی سکرٹ پہن کے باہر نکلنا
- کسی اجنبی سے گھل مل کر بے تکلفانہ انداز میں بات کرنا
- کسی کی پینے پلانے کی دعوت قبول کرنا
- اکسانے والے انداز میں ڈانس کرنا
- فلرٹ کرنا
- نیم عریاں لباس پہننا

لیجئے جناب یہ ہے خیال مغرب کا اور صرف مغرب کا نہیں بلکہ مغرب کی عورتوں کا۔ سروے کے مطابق جو عورتیں اوپر بیان کئے ہوئے کوئی عمل نہیں کرتی ہیں وہ یک گونہ اطمینان محسوس کرتی ہیں کہ جس طرح دوسری عورتیں جنسی زیادتی کا شکار ہوئیں وہ شکار نہیں ہونگی۔ اسلام میں ہم پر جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ صرف پابندی کے لئے نہیں ہوتی اس کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے۔ دل میں جو آئے کرنے کا جو نظریہ مغرب نے پیش کیا ہے آج وہ اسی کو بھگت رہا ہے۔ آج مغرب کی عورت دوسروں کو جنسی طور پر بھڑکانے کے لئے خود اپنے آپ کو قابل ملامت سمجھتی ہی۔ مرد اور عورت کے جنسی رویے میں فرق کو سمجھنے کے لئے کسی کیمیائی لیبارٹری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ عدالت میں آتے ہوئے اس طرح کی مقدمات پر نظر ہونی چاہیئے۔ لیکن الحمدللہ امت مسلمہ کو اللہ تعالی نے آسمانی ہدایت دے کر اس طرح کی کسی ضرورت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جو دانشور آج اسلامی معاشرے کو بھی اسی طرح کی لیبارٹری بنانے کے فراق میں ہیں وہ دراصل اس معاشرے کے دانستہ یا نادانستہ دشمن ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آ گہی بخش مجلّہ، مطبوعات و ویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے

اس سلسلے میں ہمیں 2007 میں پیش آئے ایک واقعے کی بہت یاد آرہی ہے۔سعودی عرب میں ایک لڑکی نے وہاں کی قانونی پابندی اور معاشرتی روایات کو توڑتے ہوئے اپنے کسی دوست لڑکے سے ملنے گئی تھی جس کے نتیجے میں اس کے دوست اور اس کے یاروں نے اس لڑکی کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا تھا۔سعودی عدالت ان اس بنیاد پر ایک طرف تو لڑکوں کو سزا سنائی اور دوسری طرف لڑکی کو بھی سعودی قانون کو توڑنے پر سزا سنائی تھی۔اس بات پر کہ ایک جنسی زیادتی کی شکار لڑکی کو ہی سزا سنائی گئی ہے مغربی میڈیا اور حقوق انسانی کے ٹھیکیداروں نے آسمان سر پہ اٹھالیا تھا جس کے نتیجے میں سعودی بادشاہ نے عدالتی فیصلہ کو کالعدم قرار دیا تھا۔لیکن آج سروے اس عدالت کی تصدیق کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

http://www.eeqaz.com/link/201004b.htm

'ایک کرکٹر کی شدت پسندی'

بھارت کے حالیہ دورے میں ریکارڈ ساز کارکردگی دکھانے والا جنوبی افریقی کرکٹر ہاشم آملہ بہت سی باتوں میں اپنے ساتھیوں سے مختلف ہے۔مثلاً وہ پہلا انڈین ہے جو جنوبی افریقہ سے کھیلا۔

پھر کرکٹ میں سب سے ممتاز داڑھی بھی اسی کے پاس ہے۔ مگر جو بات ان سب باتوں پر سبقت لے جاتی ہے وہ اس کی کرکٹ کٹ ہے۔

جنوبی افریقی ٹیم کو کاسل لاگر کا تعاون حاصل ہے جو کہ ایک شراب بنانے والی کمپنی ہے۔تمام کھلاڑیوں کی کٹ پر کاسل لاگر کا نشان موجود ہوتا ہے،سوائے ہاشم آملہ کے۔وہ فخر سے بتاتا ہے کہ اس کی کمائی میں اس کمپنی کی جانب سے ایک پائی بھی شامل نہیں۔یہاں تک کہ وہ ان ٹیسٹ میچوں کی بونس فیس بھی نہیں لیتا جو کاسل لاگر کے تعاون سے کھیلے جاتے ہیں۔

سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جنوبی افریقی بورڈ نے اس کے اس فیصلے کا پورا لحاظ کیا ہے اور کبھی اس پر کوئی پھبتی نہیں کسی۔ سب اس شراب نہ پینے والے مولوی کو حیرت سے دیکھتے ہیں جس کی زندگی میں دین کا عمل دخل بڑھتا جارہا ہے اور ساتھ ہی میں کارکردگی میں نکھار بھی آرہا ہے۔وہ بڑے تحمل سے بتاتا ہے کہ وہ کوئی فرشتہ نہیں مگر وہ شراب نہیں پیتا اور پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتا ہے۔

جنوبی افریقہ جیسی سیاہ تاریخ رکھنے والے ملک میں ایک مسلمان کی عزت اس کے دین کی وجہ سے ہونا آج کے دور میں کسی معجزے سے کم نہیں۔لیکن یہی ہاشم آملہ اگر پاکستان کی کرکٹ ٹیم میں شامل ہوتا تو ہرنا کامی کا ذمہ اس کے دین پر تھوپ دیا جاتا۔ہماری ذہنیت کیا ہے؟اس کے سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

کم سن بچوں پر نامناسب تصاویر کا نفسیاتی اثر

بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق ابلاغ کی مختلف ذرائع کے ذریعے کم سن بچوں کی نظر سے ایسی تصاویر گذرتی ہیں جوان کی عمر سے مناسبت نہیں رکھتی ہے۔کم سن بچے جن کا ذہن پوری طرح سے جنسی معاملات سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا انہیں ایسی تصویریں دکھائی جاتی ہے کہ وہ ان کی نفسیات پر غلط طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی ایسی بہتات اور ارزانی ہے کہ اس معاملے میں ان کے والدین کا اس چیز پر کوئی

اختیار بھی نہیں ہوتا۔ عام طور پر ذرائع ابلاغ اور اشتہاری کمپنیاں ہوتی ہیں جو بچوں کے ذہن پر جس طرح چاہے اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اس طرح کی تصاویر اور ویڈیو دیکھنے کے نتیجے میں بچے خود اپنے بارے میں ایک تصور (Image) پیدا کر لیتے ہیں۔ لڑکوں کے اندر کم عمری میں ہی مردانہ اکڑ بازی اور برتری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ لڑکیوں کو اپنے لئے قابل استعمال چیزیں سمجھنے لگتا ہے۔ اس کے بالمقابل لڑکیاں اپنے آپ کو آسانی سے دستیاب اشیاء کے طور پر پیش کرنے پر مجبور پاتی ہیں۔ بلکہ ماحول کا جبر ان کو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی برہنہ اور نیم برہنہ تصاویر سوشیل نیٹ ورکنگ (Social Networking) ویب سائٹ پر پیش کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

ان کی تحقیق کے مطابق جنسیت کی اس طرح سے تشہیر کا عورتوں کے خلاف جنسی تشدد سے خاص تعلق ہے۔ اس لئے اس رپورٹ میں جنسیانے کے اس عمل کے خلاف کئی سفارشیں کی گئی ہیں جس میں والدین کو الیکٹرانک اشیاء پر جنسی چیزوں کو مقفل کرنے کا حق اور سہولت، اشتہاروں پر حد بندی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ ایک کافی طویل رپورٹ ہے اور اس پر مکمل تبصرہ کرنے کے لئے یہ جگہ کافی نہیں ہے۔ نیچے دئے گئے لنک سے مکمل رپورٹ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

ویسے اس رپورٹ پر کوئی تبصرہ کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے لیکن ہمارے ذہن میں کچھ طالبانی قسم الفاظ آ رہے ہیں۔

http://www.eeqaz.com/link/201004a.htm

بھارت کا دلت؛ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا

بھارت میں ایسے ہندوؤں کو جو چھوٹی ذات کے اور کمتر سمجھے جاتے ہیں دلت کہا جاتا ہے۔ نسلی تفریق کی بنیاد پر ماضی میں ان پر کیا کیا ظلم ہوئے اور وہ کیسی لاچاری اور بے بسی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہوئے یہ ایک طویل اور تکلیف دہ داستان ہے۔ اس وقت اس داستان کو دہرانے کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی یہ ہمارا مقصود ہے۔ مسلمانوں کی دعوت کے نتیجے میں یہی کمتر سمجھے جانے والوں میں سے کچھ نے اسلام قبول بھی کیا لیکن اکثریت دین توحید سے بے بہرہ ہی رہی۔ پچھلی کچھ ڈیڑھ صدیوں میں جب کمتر ہندوؤں میں بیداری پیدا ہوئی ہندوستان کے مسلمانوں نے ان پر محنت کر کے انہیں اللہ کے آخری دین سے روشناس کرانے کی کوشش کی۔ ہندوستان میں دلتوں کے سب سے بڑے لیڈر ڈاکٹر امبیڈکر کو مانا جاتا ہے۔ مسلمان علماء نے ان سے ملکر انہیں اسلام قبول کرنے با قاعدہ دعوت دی اور اسلام کے نظام عدل سے متعارف کرایا۔ لیکن انہوں اسلام کے بجائے بدھ مذہب کو قبول کرنا پسند کیا۔ ہدایت کی طلب ہی نہ تھی پوار کا پورا مسئلہ اپنی برادری کو ہندوؤں میں ایک باعزت مقام دلانے کا تھا۔

اسلام کا پہلا مطالبہ اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کرنے کا ہے۔ لیکن ان دلتوں کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ ہمارا رب ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اس کی رضا کس میں ہے۔ انہیں اگر کسی چیز کی پڑی تھی تو وہ صرف مال و متاع اور عزت میں اونچی ذات والوں کی برابری کرنا تھی یا ان سے بھی آگے نکل جانا تھا۔ اور مسلمانوں کی دعوت ہی یہ تھی کہ عزت کا مالک تو اللہ ہے وہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت۔ زمین اور آسمان کے خزانوں کی کنجیاں تو اللہ کے

مطبوعات و سہ ماہی ایقاظ کے لئے وزٹ کریں http://www.eeqaz.com

پاس ہے۔لیکن ان کو یہ سب کچھ نہیں چاہیئے تھا۔

بہر حال ڈاکٹر امبیڈکر کی تحریک آگے بڑھتی رہی۔آزادی کے بعد منظّم تعلیمی نظام قائم ہونے کی وجہ سے دلتوں میں بھی تھوڑا بہت تعلیمی شعور پیدا ہوگیا۔اکثریت چونکہ دلتوں کی ہی ہے اس لئے جمہوری نظام میں اونچی ذات کے لوگوں کو بھی حکومت کرنے کے لئے دلتوں کی حمایت حاصل کرنا ایک مجبوری ہے۔لیکن پچھلی دو دہائیوں سے بھارت میں دلتوں کی سیاست کافی متحرک رہی اور دلت سیاست کو عروج حاصل ہوا۔شمالی ہند کی ریاست یو پی میں ایک اچھوت اور دلت عورت "مایاوتی" سیاست میں کافی مقبول ہوئی اور ایک سے زیادہ بار وزیر اعلیٰ منتخب ہوئی۔لیکن ان کی اس سیاسی کامیابی سے عام دلت کو شاید ہی کچھ فائدہ حاصل ہوا ہو۔اختیارات اونچی ذات کے ہندوؤں سے منتقل ہو کر دلتوں کے کچھ خاص افراد کے ہاتھ آگئے اور انہوں نے بھی وہی کچھ کیا جو اونچی ذات والوں نے کیا تھا۔ہدایت کے نور کو نظر انداز کر کے دنیا میں عزت کی تگ و دو کرنے والی اس قوم کا انجام انتہائی قابل رحم ہے۔پچھلے دنوں اس مایاوتی نے کروڑ و روپے کے سرکاری خرچے سے دلتوں کے ہیرو ڈاکٹر امبیڈکر اور اپنے پارٹی کی معروف شخصیت کانشی کی رام کی مورتیاں نصب کروائیں۔بلکہ اس سے آگے بڑھ کو اپنے آپ کو دلتوں کی عظیم رہنما کے طور پر پیش کرتے ہوئے خود اپنے دور حکومت میں اور اپنی ہی زندگی میں اپنی کئی مورتیاں نصب کروائی اور خود سے اس کا افتتاح کیا۔بھارت میں اس پر اعتراضات کی بارش ہوئی اور ان کے خلاف سرکاری پیسوں کے غلط استعمال پر مقدمے تک دائر کئے گئے۔لیکن وہ بھی دلت ہیں اور وہ بھی عورت ہیں۔غالباً صدیوں تک دلتوں پر اور صنف نازک پر جو ظلم ہوا ہے اس کا انتقام لینے کا یہ بھی کوئی طریقہ تھا۔ہر چیز کا قانونی جواز فراہم کیا گیا اور یہ اچھوت خاتون ہر مقدمے میں کامیاب نکلیں۔اتنا ہی نہیں جب اس کی مورتیوں پر زیادہ اعتراض ہونے لگا تو اپنی مورتیوں کی حفاظت کے لئے ایک علیحدہ پولیس اسکواڈ بنانے کا بھی اعلان کیا گیا۔

پھر بات یہیں پر ہی ختم نہیں ہوئی،مارچ میں اس خاتون کا یوم پیدائش پوری ریاست میں بڑے دھوم دھام کے ساتھ منایا گیا۔مایاوتی کی سیاسی پارٹی بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) کے کارکنوں نے ایک ہزار کے ہندوستانی نوٹوں کا ایک بہت بڑا ہار جس میں کئی لوگ سما جائیں بنا کر پہنایا۔اس ہار کی قیمت کا تخمینہ 21 لاکھ سے لے کر 51 کروڑ انڈین روپیوں تک کا لگایا گیا ہے۔بھارت کی میڈیا نے اس خود نمائی پر خوب ہنگامہ کھڑا کیا۔لیکن اس کے کچھ دنوں کے بعد مایاوتی نے ایک بار اور یہی ڈرامہ رچا کر پورے میڈیا کو چیلنج کر دیا کہ وہ جتنا بھی پروپیگنڈا کرے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔

دلتوں کی اتنی بڑی سیاسی کامیابی کے بعد بھی دلتوں کی اکثریت آج بھی غریب اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔نسل پرستی اور ذات پات کی سیاست کر کے کچھ دلت بہت بڑے لیڈر بن چکے ہیں۔بڑوں اور چھوٹوں کے درمیان جو فرق پہلے تھا وہ آج بھی ہے۔اگر کچھ فرق پڑا ہے تو صرف اتنا کہ دلتوں میں سے کچھ لوگ اشرافیہ میں شامل ہو گئے ہیں اور اس اشرافیہ کا حصہ بننے کے بعد وہ برہمنوں سے بھی زیادہ برہمن ثابت ہوئے ہیں۔کروڑوں کی اس آبادی نے اللہ کی بندگی کو چھوڑ کر دنیا میں عزت حاصل کرنے کی کوشش کی تو برسوں کی محنت کے بعد یہ نتیجہ نکلا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

سورہ منافقون 8: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے ہے

عزت کے خاطر شرک سے چمٹ کر رہنے کے نتیجے میں آج ان کو ہندو معبودوں کے بجائے اپنے لیڈروں

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل پر**

آگہی بخش مجلّہ،مطبوعات وویب سائٹ ایقاظ کے تحریری مشن میں معاون بنیے

کی مورتیوں سے پالا پڑا ہوا ہے اور وہ اسی کو کامیابی سمجھے ہوئے ہیں۔
سورہ حج :31: وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُہُ الطَّیۡرُ اَوۡ تَہۡوِیۡ بِہِ الرِّحُ فِیۡ مَکَانٍ سَحِیۡقٍ
سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی

فوجی محاذ اور ماں کی ممتا

خبر ہے کہ ایک امریکی نوجوان عورت الیکسس ہچیسن (Alexis Hutchison) کو اس بات گرفتار کرلیا گیا ہے کہ اس نے افغانستان میں امریکی محاذ پر جانے سے انکار کر دیا۔ یہ خاتون جنگ میں براہ راست شرکت کے لئے نہیں بھیجی جا رہی تھی بلکہ یہ ایک باورچن ہیں جس کا کام فوجیوں کے لئے کھانے پکانا ہے۔ افغانستان میں جانے سے انکار کی وجہ بالکل سادہ سی ہے۔ خاتون کا ایک دس مہینے کا بیٹا ہے اور آپ کو تو پتہ ہے کہ امریکی معاشرے میں عموماً نفسا نفسی کا ماحول ہوتا ہے۔ انفرادیت پسندی اتنی ہوتی ہے کہ معاشرے کا کوئی فرد اس طرح کے معاملات میں کسی دوسرے کی مدد کرنا اپنی معاشرتی ذمہ داری نہیں سمجھتا۔ یہ خاتون ایک سنگل مدر (Single Mother) ہیں۔ یعنی بچے کی ذمہ داری پوری کی پوری اسی خاتون پر ہے۔ امریکی حکومت کے پاس ایسی صورت حال میں بچے کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے چائلڈ کیئر پلان ہوتے ہیں لیکن یہ خاتون اپنے بیٹے کے معاملے میں امریکی کم اور ماں زیادہ واقع ہوئی ہیں۔ انہوں نے اس طرح سے اپنے بیٹے کی دیکھ بھال کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ قارئین یہ چھوٹی سی خبر امریکی معاشرے میں ہوتی ٹوٹ پھوٹ اور جنگ میں پیدا ہوتی صورت حال کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہی ہے۔ حقوق انسانی کا علمبرداروں کے پاس ماں کی ممتا کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

http://www.eeqaz.com/link/201004c.htm

امریکی جنگ اور معاشی استحصال

برطانیہ نے بم کی نشاندہی کرنے والے آلے ADE-651 کی افغانستان اور عراق میں برآمد پر پابندی لگا دی ہے۔ یہ بی بی سی ویب سائٹ پر شائع شدہ ایک چھوٹی سی خبر ہے جو بہت کچھ کہہ رہی ہے۔ یہ آلہ ایک برطانوی کمپنی بناتی ہے اور عراقی حکومت نے ہزاروں کی تعداد میں اس آلے کو خریدا ہے اور اس پر 85 ملین ڈالر خرچ کر چکی ہے۔ خبر کے مطابق یہ آلہ بموں کی نشاندہی کرنے کے معاملے میں بالکل ہی ناکارہ ہے۔ بلکہ اس میں جو ٹکنالوجی استعمال ہوئی اور دراصل چھوٹی موٹی دکانوں میں چوری کو پکڑنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اتنا ہی نہیں ہے اسی خبر کے مطابق یہ آلہ کسی بھی مغربی ممالک میں استعمال نہیں ہوتا لیکن مشرق وسطی کے کئی ممالک کو بیچا جا چکا ہے۔ اتنی خبر تو آئی ہے کہ برطانوی حکومت نے اس کمپنی کے مالک جم میک کارمک (Jim McCormick) کو دھوکہ دہی کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے۔ لیکن اس کے آگے کیا ہوا اس کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ یہ بات تب سامنے آئے جب عراق میں جنوری میں یکے بعد دیگرے کئے دھماکے ہوئے اور یہ آلے جو کہ وہاں نصب تھے کوئی کر کردگی نہیں دکھا سکے۔
جنگ کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنا اور وہ بھی اس طرح استعمال کرنا کہ ڈالروں کے بدلے میں

ہزاروں لوگوں کی جان خطرے میں ڈالنا کوئی ان سے سیکھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ صرف فراڈ کا معاملہ نہیں ہے، کھلا کھلا قتل کا معاملہ ہے۔ لیکن اس بات کی سنگینی کو تبھی محسوس کیا جاسکتا ہے جب عراقیوں کی جان کو بھی اتنا ہی قیمتی سمجھا جائے جتنا کہ مغرب کے انسانوں کی۔ جب عراقی حکومت برطانوی کمپنی سے اس طرح کے آلات لیتی ہے تو برطانوی حکومت صرف اس کے ذمہ دار کو گرفتار کر کے کس طرح سے اپنا دامن جھاڑ سکتی ہے؟ جن تجزیہ نگاروں نے عراق اور افغانستان کی جنگوں کا مقصد معاشی استحصال بتایا تھا ان کی بات اگر مکمل طور پر نہیں تو جزوی طور پر صحیح ضرور ہے۔

http://www.eeqaz.com/link/201004c.htm

مقبول فدا حسین اور ہندؤوں کی پریشانی

یہ بھارت کے ایک مشہور ارٹسٹ ہیں، نام مسلمانوں کا سا ہے اور اپنے نام کی طرح مقبول اتنے کہ موصوف کو بھارت کا پکاسو بھی کہا جاتا ہے۔ جناب اس وقت بے چارے سیکولر بھارتیوں کے لئے بڑی پریشانی کے باعث بنے ہوئے ہیں۔ ان صاحب نے کئی سال پہلے اپنے آرٹ کی ترنگ میں آکر ہندو دیویوں کی برہنہ تصویریں بنوائیں تھی۔ اس بات کی تشہیر اب کا کر ہوئی، پھر کیا تھا ہندو انتہا پسندوں کو غصہ تو آنا ہی تھا۔ ہندو دیویوں کی یہ بے عزتی اور وہ بھی ایک مسلمان کے ہاتھوں!! بہر حال ان پر مذہبی جذبات بھڑکانے کے مقدمات قائم کئے گئے اور ان کے خلاف احتجاج ہوا۔ بھارتی حکومت نے تحفظ کی پوری ذمہ داری لی۔ لیکن موصوف اس عمر میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے اس لئے برطانیہ میں رہائش پذیر تھے۔ آخر کار انہیں قطر کی حکومت نے اپنی شہریت دی تب جا کو انھوں نے سکون کا سانس کیا۔ اس پورے سلسلے میں بے چارے بھارتی سیکولر طبقہ اپنی قوم کی یہ سمجھانے میں ناکام رہا کہ بھارت کی قدیم ہندو تہذیب میں برہنگی کو برا سمجھنا تو دور کی بات ہے بلکہ ایک طرح کا تقدس حاصل رہا ہے۔ برہنگی کا اسلام سے بھلا کیا تعلق، یہ تو ہندو مذہب کا حصہ ہے۔ پورا مسئلہ یہی ہے کے مصور صاحب کا نام مسلمانوں جیسا ہے۔ اس سیکولر طبقہ کی پریشانی اور زیادہ ہوگئی کہ ایک اتنے بڑے آرٹسٹ کو جس میں مذہب کے جراثیم کبھی نظر ہی نہیں آئے کو بھارت اپنا شہری ہوتے ہوئے پناہ نہیں دے سکا، بلکہ چورانوے سال کی عمر میں ایک خلیجی ملک میں جا کر پناہ لینی پڑی۔ بھارت میں آرٹ کو ہمیشہ سیکولر سمجھا گیا ہے لیکن شاید اب حالات بدل رہے ہیں۔

شجر سلف سے پیوستہ، فضائے عہد سے وابستہ.. **حقیقتِ دین و عصر حاضر کے افکار و مسائل** پر

آگہی بخش مجلّہ، مطبوعات وویب سائٹ **ایقاظ** کے تحریری مشن میں معاون بنیے